Quarterly

Marifat-e-Islam

(Research Journal)

Volume 03, Issue 10

Title:

حیات حضرت سیدنا عیسیٰ المسیح علیہ السلام

(اسرائیلی روایات کے تناظر میں)

Life of Jesus Christ:
In the context of Isra'iliyyat

Author(s):

حسیب احمد اوشی

Haseeb Ahmad Oushi

Published on:

Jan – Mar 2021

Publisher:

Oneness Muslims
onenessmuslims@gmail.com

Marifat-e-Islam

Haseeb Ahmad Oushi

INTERNET ARCHIVE

حیات حضرت سیدنا عیسیٰ المسیح علیہ السلام (اسرائیلی روایات کے تناظر میں)

Life of Jesus Christ: In the context of Isra'iliyyat

حسیب احمد اوشی
Haseeb Ahmad Oushi

ABSTRACT

Seerah writing has been an important feature from the past. The information about life of Prophets, who came into this world before the Messenger of Allah (ﷺ) have been given priority not only in Islam but also in other divine religions. That is why believers have brought forward events about the life of their prophet in the form of stories or writings. These stories and writings of non-Muslims are called The Isra'iliyyat in Islamic terms, which is an important means of knowing about that prophet. One of the main names of the former prophets is Jesus, who has faced many difficulties in his life, but some aspects that were included by the Seerah writers on their behalf. In this context, this article guides "The Life of Jesus on the ideology of Islam and Christianity".

Key Words: Jesus Christ, Life of Jesus, Islam, Jesus in Christianity, Isra'iliyyat, Ideology.

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت اور فلاح دارین کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا تاکہ اولادِ آدم کی خدا کے متعلق رہنمائی ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام انہیں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی دعوت دیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ ابو البشر، جد الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور بعثت کا یہ سلسلہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر مکمل ہوا۔[1] اس دوران کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام[2] کو اس دنیا میں مبعوث کیا

1: ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، دار الفکر، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۲۰۰۵ء، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلھا، رقم الحدیث ۴۲۵۲

2: احمد بن محمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، طبع اوّل، ۲۰۰۱ء، مسند الانصار، حدیث ابی امامۃ الباھلی، رقم الحدیث ۲۲۲۸۸

گیا، جن کے دو بنیادی مقاصد تھے:

(۱) عقائد و نظریات کی اصلاح

(۲) معاشرت کی اصلاح

ان میں عقائد و نظریات کی اصلاح کا تعلق اصلاح دین سے ہے جبکہ معاشرت کی اصلاح کا تعلق اصلاحِ اعمال سے ہے۔ عقائد و نظریات کی درستی یعنی اصلاح دین کے باب میں ہر اس فکر و نظریے کی نفی کر دی گئی جو انسانیت کو غیر اللہ کی بندگی میں گرفتار کر کے اس کی تکریم و شرف انسانیت چھین لے۔ ایک الٰہ کی عبادت و بندگی کے نظریہ کو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

"قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ "[1]

"تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور کوئی اس کے برابر نہیں۔"

جب کہ معاشرت کی درستگی یعنی اصلاح اعمال کے باب میں ایسا نظام حیات متعارف کروایا گیا جو خالصتاً وحی الٰہی پر مبنی ہے اور یہ بات باور کر دی گئی کہ جو مبنی بر وحی نظام رائج کیا جا رہا ہے وہ انسانوں پر کسی انسان یا مافوق الفطرت دیومالائی طاقت کی حکمرانی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا مقتضی ہے۔

ان مقاصد کے پیش نظر ہر دور میں انبیاء کرام علیہم السلام مصرف کار رہے تاہم یہ انبیاء کرام علیہم السلام ایک مخصوص علاقے، خطے، کسی خاص قوم کے لیے مبعوث ہوئے تا آنکہ نبی آخر الزماں جناب حضرت محمد ﷺ کو عالمگیر نبوت کے ساتھ مبعوث فرما کر مبنی بر وحی نظام اور رُشد و ہدایت کے سلسلے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ نبی آخر الزماں جناب محمد ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس رشد و ہدایت کا مصرف کار تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمائے گئے تھے لہٰذا آپ کے شخصی احوال کو جاننے کا بنیادی ماخذ مسیحیت کی بنیادی کتب (اناجیل) اور مفکرین کے اقوال ہیں جن کی بنیاد پر اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مطالعہ کیا جائے تو اسے حسب ذیل ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) دورِ اوّل۔ پیدائش تا اعلانِ نبوت

(۲) دورِ ثانی۔ آغازِ دعوت

(۳) دورِ ثالث۔ عروجِ دعوت

1: الاخلاص: ۱۔۴

(۴) دورِ رابع۔ ایذا رسانی

(۵) دورِ خامس۔ رفعِ آسمانی

مسیحی مفکرین کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں قریباً تینتیس (۳۳) سال رہے جن میں سے ابتدائی تیس سال (پیدائش تا اعلانِ نبوت) گمنامی میں گزارے جنہیں "خاموش سال، خاموشی کے سال اور Hidden Years" کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے، تیسرے اور چوتھے دور کو مسیحیت میں بالترتیب "ظہور، مقبولیت، مخالفت کے سال"[1] کہا جاتا ہے۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق مسیحی لٹریچر کا اکثر و بیشتر حصّہ انہی تین سالوں پر محیط ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ مسیحیت میں اپنے نبی کی سوانح حیات کے بارے میں صرف ان تین سالوں سے متعلق روایات کا قدرے علم موجود ہے جب کہ سیرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیگر پہلو یکسر معدوم ہیں۔ بعد ازاں پانچواں دور شروع ہوتا ہے جس میں آپ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا، رفعِ آسمانی کا یہ دور تاحال جاری ہے۔

دورِ اوّل۔ پیدائش تا اعلانِ نبوت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا اوّل دور پیدائش تا اعلانِ نبوت کا دور ہے جو کہ مسیحی مفکرین کے نزدیک تیس سال پر محیط ہے۔ ان تیس سالوں کے بارے میں مسیحی لٹریچر اور تاریخی و اسرائیلی روایات میں کوئی خاطر خواہ معلومات نہیں ملتیں حتیٰ کہ انجیل نویس بھی اس عرصہ کی تفصیلات کے بارے میں قلم اٹھانے سے عاجز ہیں۔ اناجیل اربعہ میں اس دور کے بارے میں چند ایک معلومات ہی پائی جاتی ہیں و بیشتر آنھا اطلاعات زیادی ندارد۔

ولادت

مسیحیوں اور اہل اسلام کے نزدیک حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش معجزاتی (بغیر باپ کے پیدائش) ہے۔ اناجیل اربعہ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمریوں کی حیثیت رکھتی ہیں، ان میں آپ علیہ السلام کی معجزاتی پیدائش کو یوں بیان کیا گیا ہے:

> "جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔۔۔ اور اس کنواری کا نام مریم تھا۔ اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے! خداوند تیرے ساتھ ہو۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر

1: این میلنز، یسوع ناصری، (مترجم، داؤد شمس)، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، طبع اوّل، ۱۹۹۶ء، ص ۳۳۔۴۵

فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا۔ اس کا نام یسوع رکھنا۔۔۔ مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیوں کر ہو گا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی۔ اور فرشتہ نے جواب میں کہا کہ روح القدس تجھ پر نازل ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔"[1]

قرآن کریم آپ علیہ السلام کی معجزاتی ولادت کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا. فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا. قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا. قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا. قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا. فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا"[2]

"اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی طرف ایک جگہ الگ ہو گئی۔ تو ان (لوگوں) سے ادھر ایک پردہ کر لیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی (جبرئیل) بھیجا تو وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کی صورت بن گیا۔ مریم بولی: میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔ کہا: میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔ مریم نے کہا: میرے لڑکا کہاں سے ہو گا؟ حالانکہ مجھے تو کسی آدمی نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ جبرئیل نے کہا: ایسا ہی ہے۔ تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے اوپر بہت آسان ہے اور تاکہ ہم اسے لوگوں کیلئے نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت (بنادیں) اور یہ ایسا کام ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پھر مریم حاملہ ہو گئیں تو اسے لے کر ایک دور کی جگہ چلی گئی۔"

قدرے تفاوت کے ساتھ معجزاتی پیدائش کا ذکر قاموس الکتاب میں ملتا ہے وہاں یہ تصریح بھی کی گئی ہے کہ "یسوع مسیح کی مفصل یا تاریخی واقعات کے مطابق سوانح حیات ترتیب نہیں دے سکتے۔"[3] آپ کی معجزاتی پیدائش کے سبب مسیحی آپ کو "کلمۂ خدا" اور ابن اللہ "تصور کرتے ہیں اور مانتا ہے کہ کلمہ متجسد ہو کر زمین پر اترا۔

1: لوقا ۱:۲۶۔۳۵

2: مریم:۱۶۔۲۲

3: خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، طبع پنجم، ۱۹۹۳ء، ص ۱۱۴۰

مسیحی مفکرین فلسفہ تجسد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسیحی الٰہیات میں مسئلہ تجسد سے مراد خدا کا انسانیت اختیار کرنا ہے یعنی خدا جو خود ہست، لا محدود اور ازلی روح ہے، وہ کامل خدا رہتے ہوئے ایک وقت انسان بنا۔"[1]

تاہم قرآن کریم نے مسئلہ تجسد کی تردید بیان کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ"[2]

"بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جسے اللہ نے مٹی سے بنایا پھر اسے فرمایا: ہو جا تو فوراً ہو گیا۔"

تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت چار یا چھ قبل مسیح میں ہوئی۔[3]

اسم گرامی

آپ علیہ السلام کا نام "یشوع" تھا جسے عبرانی میں "یسوع" بھی کہا جاتا ہے۔ انجیل متی میں آپ علیہ السلام کا ایک نام "عمانوایل" ذکر کیا گیا ہے۔[4] ولادت کے آٹھویں دن آپ کا نام رکھا گیا۔

انجیل نویس لوقا کا کہنا ہے:

"جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اس کے ختنہ کا وقت آیا تو اس کا نام یسوع رکھا گیا جو فرشتے نے اس کے رحم میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔"[5]

"یسوع" کا معنیٰ "سید، مبارک" ہے نیز "نجات دلانے والا" بھی اسی کا معنیٰ ہے۔ آپ علیہ السلام کا عربی میں نام نامی "عیسیٰ" ہے جب کہ انگریزی میں "کرائسٹ (Christ)" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام کا ایک اور نام "مسیح" ہے۔ "مسیح" یہ "مسح" سے مشتق ہے۔ مسح کا معنیٰ "کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا اور اس سے برے اثرات کو

1: Paul Ernest, Philosophy of Incarnation, Retrieved: Jan 10 2019 at 22:53 www.zindagitv.com

2: آل عمران:۵۹

3: Dunn, James D. G., Jesus Remembered, William B. Eerdmans Publishing Company, Cambridge, U.K, 2003, p312

4: متی ۱:۲۳

5: لوقا ۲:۲۱

زائل کر دینا" ہے چونکہ آپ علیہ السلام مریض پر ہاتھ پھیر کر اس کی بیماری زائل فرما دیتے تھے اسی لیے آپ علیہ السلام کو "مسیح" بھی کہا جاتا ہے۔ الغرض آپ علیہ السلام کا ذاتی نام "یشوع" یا "یسوع" یا "یسوع عیسیٰ" ہے۔ "مسیح" آپ علیہ السلام کا وضعی نام ہے[1] اور "ناصری" آپ کی "ناصرت"[2] علاقے کی طرف نسبت کی وجہ سے لقب ہے۔ جب کہ "ابن مریم" آپ کی کنیت ہے۔

بچپن اور جوانی

نئے عہد نامہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کے متعلق معلومات تفصیلاً یا اجمالاً موجود نہیں ہیں ، نہ ہی ایسی کوئی مسلّم مرویات موجود ہیں کہ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن اور نوجوانی کے حالات وواقعات کا علم القین یا حق الیقین حاصل ہو سکے۔ تاہم انجیل نویسوں اور مسیحی مفکرین نے اس مکمل وقت کے بارے میں مختصراً اتنی روشنی ڈالی ہے کہ آپ علیہ السلام عام بچوں کی مانند پلے، بڑھے۔ سیدہ مریم کے گھر پرورش بے سرو سامانی کے عالم میں پائی مگر آپ علیہ السلام ہر لمحہ خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے۔ چھ، سات سال کی عمر میں ایک مقامی یہودی عبادت خانے سے ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا[3] اور اپنے لڑکپن ہی سے عہد عتیق کا خاص مطالعہ کرتے رہے۔[4]

بارہ سال کی عمر میں آپ علیہ السلام بہت سے مذہبی امور میں مہارت تامہ حاصل کر چکے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ہیکل کے اُستادوں کے سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ بارہ سے تیس سال کی عمر کے دوران والدہ اور اہل خانہ کی روزی کے بندوبست کے لیے بڑھئی کا کام کرتے رہے[5] اور دیگر افراد کی طرح باقی کاموں میں بھی ہاتھ بٹاتے رہے۔[6] کام کاج کے ساتھ کلام کے مطالعے اور دعا و بندگی میں کافی وقت صرف کرتے تھے۔ عمر کا یہ وقت آپ نے "ناصرۃ" علاقے میں گزارا۔ اسی وجہ سے مسیحی فرقوں میں آپ علیہ السلام کو "یسوع ناصری" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ

1: وضعی نام سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد یہ نام آپ کے لیے پطرس نے وضع کیا تھا جیسا کہ نیو کیتھولک انسائیکلوپیڈیا (ج۹، ص۵۴۵) میں ہے۔

2: ناصرت (Nazareth)، اسرائیل (Israel) کے شہر یروشلم (Jerusalem) سے تقریباً چونسٹھ میل دوری پر واقع ہے۔

3: این میلنز، یسوع ناصری، ص:۳۲

4: خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، ص۱۱۴۰

5: لوقا۲:۴۰۔۵۲

6: متی۱۳:۵۵۔۵۶

وہ چند باتیں تھیں کہ جن سے آپ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر سن بلوغت اور جوانی کے جسمانی، ذہنی اور روحانی خدوخال کے متعلق تھوڑا بہت اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

دورِ ثانی۔ آغازِ دعوت

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا دور آغازِ دعوت کا دور ہے جو ایک سال پر محیط ہے اور آپ علیہ السلام کی زندگی کے تیس سال گزر جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ مسیحی روایات کے مطابق آپ علیہ السلام نے تیس سال مکمل ہونے پر اعلانِ نبوت فرمایا اور مقاصد نبوت کے پیش نظر عقائد و نظریات اور اصلاح معاشرت کا کام شروع کیا۔ اس کی ابتدا تب ہوئی جب سیدنا یحییٰ[1] علیہ السلام اپنی دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں پوری کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ آنے والے نبی کی خوشخبری دے رہے تھے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پیغام لوگوں کے لیے بڑی دلچسپی اور جوش و خروش کا باعث بنا۔ ہر جگہ سے لوگ ان کے پاس آتے۔ کسان، سپاہی، محصول لینے والے، غریب اور امیر الغرض ہر طرح کہ لوگوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا کہ یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) نے یہودیوں میں بیداری کی تحریک شروع کر رکھی ہے تو آپ نے ناصرت میں بڑھئی کی دکان میں اپنے اوزار رکھے اور یوحنا سے جنوب کی جانب دریائے یرون کے پاس ملے اور خود کو بپتسمہ دینے کا کہا۔ یہیں سے آپ علیہ السلام کی تبلیغی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ مسیحی روایات کے مطابق آپ علیہ السلام نے ابتدائی چند ماہ جنگلات میں گزارے۔ بحیرہ مردار کے نزدیک بنجر اور سنسان علاقہ میں گھومتے رہے۔ انجیل نویس مرقس رقم طراز ہے:

"اور وہ بیابان میں چالیس دن تک شیطان سے آزمایا گیا اور جنگلی جانوروں کے ساتھ رہا۔"[2]

تقریباً چار ماہ مجاہدات میں گزارنے اور مختلف قسم کی آزمائشوں کو پار کرنے کے بعد بقیہ تقریباً آٹھ ماہ یہودیہ میں دعوت و تبلیغ کی خدمت سرانجام دی۔ اس خدمت کے دوران آپ علیہ السلام کے ماننے والوں کی تعداد اگرچہ بہت کم رہی[3] لیکن آپ لوگوں میں اللہ کی طرف سے ایک نبی اور ربّی[4] (استاد۔Rabbi) کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے تھے۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اولین افراد میں "شمعون پطرس"، "اندریاس" اور زبدی کے دو

1: مسیحیت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو "یوحنا اصطباغی (بپتسمہ دینے والا)" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

2: مرقس ۱:۱۲۔۱۳

3: این میلنز، یسوع ناصری، ص ۴۵

4: یوحنا ۱:۳۷، یوحنا ۱:۴۹

بیٹے "یعقوب" اور "یوحنا" تھے۔ زاں بعد آپ کے ماننے والوں میں فلپس، نتن ایل بھی شامل ہو گئے اور پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مصلح کی حیثیت سے لوگوں کو دین خداوندی کی طرف رہنمائی کرتے رہے۔ اس دوران آپ کے بیت صیدا، قانائے گلیل، کفر نحوم ویروشلیم کے مختصر اسفار کئے اور لوگوں کو اپنے معجزات بھی دکھائے۔ مسیحی مفکر "این میلنز" کا کہنا ہے:

"ہر کوئی جو المسیح سے شخصی طور پر ملتا اس کی زندگی بدل جاتی، حتیٰ کہ انتہائی بے ایمان شخص بھی المسیح سے شخصی ملاقات کے بعد تبدیل ہو سکتا ہے۔"[1]

اس دور کا اختتام یروشلیم میں عید فسح پر ہوتا ہے۔ جب آپ علیہ السلام نے یہودی کاہنوں کی کج رویوں کو ہیکل میں ملاحظہ فرمایا تو ان کے خلاف آواز بلند کی اور انہیں درست ایمان کی طرف دعوت دی۔ مذہبی عبادات کے لئے ہیکل سلیمانی میں سالانہ عید فسح[2] کا میلا لگتا تھا اور سنت ابراہیمی کے مطابق قربانیاں پیش کی جاتی تھیں۔ جن جانوروں کو قربان کیا جاتا تھا ان کی خرید و فروخت بھی اسی جگہ ہیکل کے اندر ہی کی جاتی تھی۔ ہیکل کی جگہ کو صرف دعا اور عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا تھا مگر ہیکل کے اندرون کمرے اور بیرونی عمارت مذہبی عبادت گاہ کی بجائے مویشی منڈی کا منظر پیش کر رہے تھے۔ ہیکل کے سردار کاہن "حنّا" نے اس کی اجازت اس لیے دی تھی کہ ہیکل کے خزانے میں زیادہ چندہ جمع ہو سکے لیکن جس چیز نے اس مسئلے کو زیادہ بگاڑ دیا تھا وہ کاروباری لوگوں کی غلط روشیں تھیں۔ وہ یہاں آنے والے عبادت گزاروں کو قربانی کے جانور مہنگے داموں میں فروخت کرتے تھے اور صرّاف رومی اور دیگر کرنسیوں کو یہودی کرنسی میں تبدیل کرنے کے لیے بھاری رقم مانگتے تھے۔ غریبوں کا استحصال کیا جا رہا تھا جبکہ ہیکل کا بڑا پادری اور اس کا خاندان خوب منافع کما رہے تھے۔ ہیکل میں یہ بے راہ روی ہوتی دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام غضب ناک ہوئے۔ آپ نے جانوروں کو ہیکل سے باہر نکال دیا اور صرّافوں کے دوکانداری کو بھی الٹ دیا۔ انجیل یوحنا میں ہے:

"یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی اور یسوع یروشلیم کو گیا۔ اس نے ہیکل میں بیل اور بھیڑ اور کبوتر بیچنے والوں کو اور صرّافوں کو بیٹھے پایا۔ اور رسیوں کا کوڑا بنا کر سب کو یعنی بھیڑوں اور بیلوں کو ہیکل سے نکال دیا اور صرّافوں کی نقدی بکھیر دی اور ان کے تختے الٹ دئے۔ اور کبوتر فروشوں سے کہا ان کو یہاں سے لے جاؤ۔ میرے باپ کے گھر کو تجارت کا گھر نہ بناؤ۔"[3]

1: این میلنز، یسوع ناصری، ص ۴۷

2: یہودیوں میں "عید فسح" ایک خاص عید ہے جو ہر سال اپریل میں یروشلیم میں منائی جاتی تھی۔

3: یوحنا ۲: ۱۳۔۱۶

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسا کرنے سے یہودی سردار کاہن اور ہیکل کے صاحب اختیار لوگ آپ کی مخالفت پر اتر آئے جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے حالات کے تناظر میں یروشلیم کو خیر باد کہا اور یہودیہ واپس آگئے۔ یہودیہ میں خدمتِ دعوت و تبلیغ کے آٹھ ماہ جب اختتام پذیر ہوئے اور یہاں فریسیوں نے آپ علیہ السلام کی مخالفت شروع کر دی جس کے وجہ سے آپ نے گلیل کی طرف رخت سفر باندھا۔ یہاں آپ علیہ السلام کے آغازِ دعوت کے سال یعنی ظہور کے سال کا دور اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اس دور کے اختتام پر تمام علاقہ جات میں آپ کی آمد کا اعلان ہو چکا تھا اور ہر کوئی آپ کے بارے میں کچھ نہ کچھ معرفت رکھتا تھا۔

دورِ ثالث۔ عروجِ دعوت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یہودیہ سے سفر کرتے ہوئے براستہ سامریہ گلیل پہنچے۔ لفظ "گلیل" ایک عبرانی لفظ ہے جس کا مطلب "حلقہ"، "چکر"، "دائرہ" ہے۔ چونکہ اس علاقے کے ارد گرد مختلف قومیں آباد تھیں غالباً اسی لیے اسی "گلیل" کہا جاتا تھا۔ پرانے عہد نامہ کے زمانہ میں وہ علاقہ جو فلسطین کے شمال میں اور یرون دریا کے مغرب میں واقع تھا۔ اسے "جلیل" بھی کہا گیا ہے۔ پروٹسٹنٹ اُردو ترجمہ بائبل میں اسے "قوموں کا گلیل"[1] جب کہ کیتھولک اُردو ترجمہ بائبل میں اسے "قوموں کا جلیل"[2] کہا گیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اس علاقہ میں تشریف آوری پر مقبولیت کے دور کا آغاز ہوتا ہے جو کہ تقریباً چودہ ماہ پر مشتمل ہے۔ گلیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کُل دعوت و تبلیغ کی خدمات کے قریباً بیس ماہ گزارے۔ دورِ ثالث کے چودہ ماہ اسی گلیلی خدمت[3] میں شامل ہیں۔ گلیل میں آپ علیہ السلام کی تبلیغ کا یہ دور عروجِ دعوت کا دور تھا، اس لیے اس زمانے کو "سالِ مقبولیت" اور "مشہوری کا سال" بھی کہا جاتا ہے۔ اس دوران آپ نے گلیل میں بہت سے معجزات دکھائے جن میں:

قانائے گلیل میں شفا دینا[4]،

پانچ ہزار لوگوں کا کھانا کھلانا[5]

1: یسعیاہ ۹:۱

2: یسعیاہ ۹:۱

3: مسیحی اصطلاحات میں "دعوت وارشاد" اور "دعوت و تبلیغ" سے متعلق امور کو "خدمت" کہا جاتا ہے۔

4: یوحنا ۲:۱۱

5: مرقس ۶:۴۴

پانی پر چلنا[1]، دو اندھوں کو شفا دینا[2]، طوفان کو تھما دینا[3]، مفلوج کو شفا دینا[4]، یائیر کی بیٹی کو شفا دینا[5] وغیرہ شامل ہیں۔

اس دور میں جب آپ علیہ السلام "کفر نحوم" کی طرف گئے جو گلیل کی جھیل کے شمال میں واقع ہے تو اسے گلیل اور اس کے گرد و نواح میں منادی کرنے کا نیا مرکز بنایا۔ مقبولیت کے سال کا اکثر و بیشتر حصہ اسی علاقے میں گزرا۔ یہیں آپ نے اپنے بارہ شاگردوں کا انتخاب کیا جو آپ سے تعلیم پا کر دعوت و تبلیغ کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ گلیل میں ابھی تقریباً چار ماہ کا وقت گزرا تھا کہ آپ علیہ السلام عید فسح میں شرکت کے لیے یروشلیم تشریف لے گئے۔ یروشلیم سے دوبارہ کفر نحوم میں واپس آئے اور اپنی دعوتی و تبلیغی خدمات میں مزید اضافہ کر دیا جسے آپ کی خدمات کا "پھلدار اور سرگرم حصہ" اور "گلیلی خدمت کا درمیانی حصہ" کہا جاتا ہے۔ یہ دورانیہ تقریباً دس ماہ پر محیط ہے جس کی تکمیل پر مقبولیت کے سال کا اختتام ہو جاتا ہے۔[6] اس دوران آپ علیہ السلام کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور جہاں کہیں آپ تشریف لے جاتے لوگوں کے ہجوم میں گھر جاتے تھے۔

دورِ رابع۔ ایذا رسانی

گلیل کی خدمت کا درمیانی وقت شہرت اور مقبولیت کے سال کا حصہ ہے جس میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو عام لوگوں کی حمایت حاصل رہی مگر اس حمایت کے عوض میں خواص خصوصاً مذہبی راہنماؤں کی طرف سے مخالفت بڑھتی گئی حتیٰ کہ یہ مخالفت اتنی زیادہ ہوئی کہ گلیل میں گھر کے اپنے لوگوں نے بھی آپ کا انکار کر دیا۔ یہیں سے آپ علیہ السلام کی زندگی کا چوتھا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ دور بھی تقریباً ایک سال پر محیط ہے اسے آپ علیہ السلام کی خدمت (تبلیغ) کا آخری سال بھی کہا جاتا ہے۔ خدمت کے دوسرے سال میں جو عظیم شہرت و مقبولیت آپ علیہ السلام نے حاصل کی تھی وہ اب یکسر مخالفت میں تبدیل ہو رہی تھی۔ اس مخالفت کے پیچھے بھی مذہبی راہنما ہی سرگرم عمل تھے وہ آپ علیہ السلام کی تقریباً ہر بات کو چیلنج کرتے اور آپ کے ہر عمل کی مخالفت کی سر توڑ کوشش کرتے۔

1: متی ۱۴:۲۲۔۳۳

2: متی ۲۰:۳۴

3: لوقا ۸:۲۲۔۲۵

4: مرقس ۲:۱۔۱۲

5: متی ۹:۱۸۔۲۶

6: این میلنز، یسوع ناصری، ص:۷۷

انہی اسباب و محرکات کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی مخالفت شدید زور پکڑ رہی تھی تو آپ کے دعوت و تبلیغ کے مرکزی مقام "کفر نحوم" کو خیر باد کہا اور شمال مغرب میں فینیکے کے شہر "صور" اور "صیدا" کی طرف چلے گئے۔[1] کچھ وقت وہاں گزارا، زاں بعد واپس گلیل آئے اور گلیل کی جھیل کے آس پاس چند معجزات دکھائے اور مسلسل مخالفت کے سبب دوبارہ گلیل سے نکل کر چالیس کلومیٹر شمال کی طرف قیصریہ فلپیّ کے علاقے میں چلے گئے۔[2] اس کے بعد ایک بار پھر سے گلیل میں آئے، اس بار بھی مخالفت کی وجہ سے وہاں آپ کو رَدّ کر دیا گیا، بعد ازاں سامریہ کی طرف دعوتِ دین کے ارادہ سے گئے مگر سامریوں نے بھی یہودیوں کے نفرت ہونے کی وجہ سے آپ علیہ السلام کو سامریہ میں داخل ہونے دیا اور نہ ہی آپ پر ایمان لائے۔ آپ علیہ السلام سامریہ کی سرحد کے ساتھ ساتھ جنوب کی جانب یہودیہ کی طرف گئے۔ آپ علیہ السلام یہودیہ کے لوگوں کو بھی آخری بار موقع دینا چاہتے تھے تاکہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔ یہودیہ میں آپ نے تین ماہ قیام کیا اور دعوتِ دین کی مساعیٔ جمیلہ سرانجام دیتے رہے مگر مخالف گروہوں کے دباؤ کی وجہ سے یہ علاقہ بھی آپ کو پھر سے چھوڑنا پڑا۔

یہودیہ سے نکلنے کے بعد آپ یردنؔ دریا کے دوسری جانب پریہؔ کے صوبے میں تشریف لے گئے[3] یہاں بھی تین ماہ تک دعوتی خدمات دیں مگر فریسیوں کی مخالفت یہاں لگاتار جاری رہی جو مسلسل آپ علیہ السلام کی دعوتی خدمات کو تباہ کرنے کے درپے تھے۔ اسی اثنا میں ماہ اپریل کا آغاز ہو چکا تھا اور عید فسح قریب آ رہی تھی۔ بے جا مخالفتوں کے سبب آپ علیہ السلام اور شاگرد یروشلیم جانے والے قافلوں میں شامل ہو گئے اور براستہ "یریحو" یروشلیم پہنچے۔ سفر کے دوران بھی آپ کی دعوت خدمات پر کوئی کمی نہ آئی بلکہ اس میں مزید اضافہ ہو گیا جس کے سبب شاگرد نہ صرف حیران تھے بلکہ خوفزدہ بھی تھے۔ جب آپ علیہ السلام "یریحو" سے گزرے تو اس وقت آپ پر دو شخص اور ایمان لائے۔[4] یریحو سے سفر کرتے ہوئے ہفتے کی شام "بیت عنیاہ" پہنچے اور اس وقت "عید فسح" میں دو دن باقی رہ گئے تھے۔[5] مسیحی مفکرین کے ہاں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی زمینی زندگی کا یہ ہفتہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے حتیٰ کہ انجیل نویسوں نے بھی سب سے زیادہ اِسی ہفتہ کے واقعات پر زور دیا ہے۔ چنانچہ "متّی"، "لوقا" اور "یوحنّا" کی انجیل کا ایک

1: متی ۱۵:۲۱

2: مرقس ۸:۲۷

3: یوحنا ۱۰:۴۰

4: متی ۲۰:۲۹۔۳۴

5: مرقس ۱۴:۱

تہائی، مرقُس کی انجیل کا ایک چوتھائی حصہ اسی ایک ہفتہ کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ مسیحی اصطلاحات میں اس ہفتے کو "دکھوں کا ہفتہ" کہا جاتا ہے۔ مسیحی مفکرین اس ہفتہ کو یوں تقسیم کرتے ہیں:

ہفتہ:	بیت عنیاہ آمد
اتوار:	یروشلیم میں شاہانہ داخلہ
سوموار:	ہیکل کی دوسری مرتبہ صفائی
منگل:	سردار کاہنوں کے ساتھ بحث مباحثے
بُدھ:	آرام کا دن
جمعرات:	فسح کی تیاری
جمعہ:	آزمائش اور مصلوبیت

مندرجہ بالا دنوں میں جمعرات کا دن جو کہ "فسح کی تیاری" کا دن کہلاتا ہے مسیحی نظریات کے مطابق اس میں یسوع مسیح نے اپنے بارہ شاگروں سے ساتھ شام کا کھانا کھایا تھا جسے "عشائے ربانی" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جو کہ عصر حاضر میں ساکرامنٹ کی رسومات میں شامل ہے۔ اس رات ہی بارہ شاگردوں میں سے یہوداہ اسکریوتی نے بے ایمانی کا مظاہرہ کیا اور چند پیسوں (تیس سکّوں) کی خاطر رومی سپاہیوں کے ساتھ مل کر یسوع مسیح کی گرفتاری کی سازش کی۔ انجیل نویس متی رقم طراز ہے:

> "اُس وقت اُن بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یُہوداہ اسکریُوتی تھا سردار کاہِنوں کے پاس جا کر کہا کہ اگر مَیں اُسے تُمہارے حوالہ کرا دُوں تو مُجھے کیا دو گے؟ اُنہوں نے اُسے تیس روپے تول کر دے دئے اور وہ اُس وقت سے اُس کے پکڑوانے کا موقع ڈُھونڈنے لگا۔"[1]

چنانچہ اناجیل اربعہ کے مطابق یہوداہ اسکریوتی نے سپاہیوں کے ساتھ مل کر یسوع کو گرفتار کروا دیا اور پھر انہیں عدالت میں پیش کیا گیا۔[2] جہاں مخالفت میں بہت سے لوگوں نے جھوٹی گواہیاں دیں مگر کوئی بھی صدرِ عدالت کے سامنے مقبول نہ ٹھہری اور بالآخر صدر عدالت نے خود اُکسایا اور صدر عدالت اور یسوع کہ مابین مختصر مکالمہ ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ انجیل نویس مرقس اس مکالمہ کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

> "پھر سردار کاہن نے بیچ میں کھڑے ہو کر یسوع سے پوچھا کہ تو کچھ جواب نہیں دیتا؟ یہ تیرے

1: متی ۲۶: ۱۴۔۱۶

2: مرقس ۱۴: ۶۰۔۶۳

خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر وہ خاموش ہی رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔ سردار کاہن نے اس سے پھر سوال کیا اور کہا کیا تو اس ستودہ کا بیٹا مسیح ہے؟ یسوع نے کہا ہاں میں ہوں اور تم اِبنِ آدم کو قادرِ مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھو گے۔ سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ تم نے یہ کفر سنا۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ اُن سب نے فتویٰ دیا کہ وہ قتل کے لائق ہے۔"[1]

چنانچہ اناجیل اربعہ میں منقول ہے کہ اس کے بعد یسوع کو صلیب پر لٹا دیا کر قتل کر دیا گیا۔ مسیحی مفکرین کی آراء کے مطابق جناب یسوع مسیح کو گرفتار کر کے مصلوب کر دیا گیا مگر مسلِم روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام گرفتار نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی انہیں قتل یا مصلوب کیا گیا تھا۔ اس حوالے سے قرآن کریم میں مسیحی افکار کی صراحتاً تردید موجود ہے۔

دورِ خامس۔ رفعِ آسمانی

سیدنا المسیح علیہ السلام کی زندگی کا پانچواں دور یعنی دورِ خامس "رفع آسمانی" کا دور ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ وہ سال جس میں اسرائیلی روایات کے مطابق یسوع المسیح کو مصلوب کیا گیا اور جب صلیب پر ان کی موت واقع ہو گئی تو انہیں اتارا گیا اور قریبی باغ میں دفن کر دیا گیا:

"ان باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا، پیلاطس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔ پیلاطس نے اجازت دی پس وہ آکر اس کی لاش لے گیا اور نیکدیمس بھی آیا۔ جو پہلے یسوع کے پاس رات کو گیا تھا اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عُود ملا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوع کی لاش لے کر اُسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور ہے۔"[2]

بائبلی مرویات کے مطابق تدفین کے تین دن اور تین رات بعد مریم مگدلینی نے یسوع کی کھلی ہوئی خالی قبر دیکھی۔[3] جس کے بعد یسوع المسیح اسرائیلی روایات کے مطابق مختلف لوگوں کو مختلف مقامات پر دیکھا اور یہ تصور کیا

1: متی ۲۶:۱۴۔۱۶

2: یوحنا ۱۹:۳۸۔۴۰

3: یوحنا ۲۰:۱

گیا کہ وہ مر کر دوبارہ زندہ ہو چکے ہیں۔ یسوع المسیح کے "مردوں میں سے جی اٹھنا"[1] کو اصطلاحاً "قیامت المسیح" کہا جاتا ہے۔ مسیحی نظریات کے مطابق مردوں میں سے زندہ ہو جانے کے بعد یسوع مسیح آسمانوں پر چلے گئے جسے "آسمانی زندگی کا دور" کہا جاتا ہے۔ حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا یہ آخری دور ہے جو تا حال جاری ہے۔

مسیحی مفکرین کے نزدیک اگرچہ یہ معروف ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مصلوب کر کے قتل کر دیئے گئے تھے مگر جیسا کہ کہا گیا کہ اسلامی مرویات اس بات کی مکمل تردید کرتی ہیں، اس سلسلے میں مسیحی اور مسلم روایات بالکل متضاد ہیں۔ مسیحی روایت میں ہے کہ یہوداہ اسکریوطی کی سازش کے سبب یسوع المسیح کو گرفتار کیا گیا اور انہیں صلیب پر لٹکا کر قتل کیا گیا لیکن قرآن کریم نے اس قصہ کی نقاب کشائی یوں فرمائی ہے:

"وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا. بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا"[2]

"اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کیا حالانکہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لئے (عیسیٰ سے) ملتا جلتا (ایک آدمی) بنا دیا گیا اور بیشک یہ جو اس عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں، ضرور اس کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں (حقیقت یہ ہے کہ) سوائے گمان کی پیروی کے ان کو اس کی کچھ بھی خبر نہیں اور بیشک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا تھا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔"

مذکورہ مُسلّم روایت سے اصل واقعہ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شبہ میں رومی سپاہیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں بلکہ آپ علیہ السلام کی شباہت رکھنے والے کسی اور شخص کو پکڑ لیا تھا جس پر مقدمہ چلا اور بالآخر سولی پر لٹکا دیا تھا، جبکہ دوسری جانب اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ المسیح علیہ السلام کو رومی سپاہیوں کے گرفتار کرنے سے پہلے ہی زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ آپ علیہ السلام عصر حاضر تک اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور قربِ قیامت دنیا میں واپس آئیں گے۔

1: یوحنا ۲۰:۹

2: النساء:۱۵۷۔۱۵۸

خلاصہ کلام

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مختصر شخصی احوال تھے جن کا خلاصہ یوں ہے کہ آپ کی پیدائش بغیر باپ کے معجزانہ طور پر ہوئی اور اس کے بعد عام زندگی میں مشغول رہے تاہم تیس سال کی عمر میں اعلان نبوت فرمایا اور دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا۔ نبوت پہلے سال آپ یہودی قوم میں رفتہ رفتہ بطور نبی اور رِبّی(Ribbi) جانے جانے لگے، دوسرے سال میں بہت سے لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اس دوران آپ سے کثیر معجزات کا صدور ہوا تاہم نبوت کے تیسرے سال آپ علیہ السلام کی مخالفت کا رجحان قِوام پکڑ گیا اور جب آپ علیہ السلام عید فسح کے لیے یروشلم آئے تو انہیں ایک شاگرد (حواری۔ یہوداہ اسکریوطی) کی غداری کے سبب بائبلی روایت کے مطابق گرفتار کر لیا گیا اور مقدمہ چلنے کے بعد انہیں مصلوب کر دیا گیا۔ تاہم حیات المسیح کے آخری واقعات گرفتاری اور صلیب کے حوالے سے اسلامی نظریات مختلف ہیں۔ اسلامی نظریات کے مطابق حضرت المسیح کو گرفتار کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔

کتابیات

1. القرآن الکریم
2. ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، دار الفکر، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۰۵ء
3. احمد بن محمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، طبع اول، ۲۰۰۱ء
4. این میلنز، یسوع ناصری، (مترجم، داؤد شمس)، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، طبع اول، ۱۹۹۶ء
5. خیر اللہ، ایف۔ ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور، طبع پنجم، ۱۹۹۳ء
6. کتاب مقدس، کرسچن بائبل سوسائٹی، لاہور، ۲۰۰۵ء
7. Dunn, James D. G., Jesus Remembered, William B. Eerdmans Publishing Company, Cambridge, U.K, 2003
8. www.zindagitv.com

Quarterly

Marifat-e-Islam

(Research Journal)

Jan – Mar 2021
Vol:03 Issue:10

Editor in-Chief

Mian Muhammad Ali Awais

Editor

Muhammad Azib Shoukat

Oneness Muslims
onenessmuslims@gmail.com
+92 302 0047174